بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اعمال میں

دائیں اور بائیں کا شرعی معیار

مولانا مفتی اختر امام عادل قاسمی

مہتمم جامعہ ربانی منورواشریف ضلع سمستی پور بہار

شائع کردہ

مفتی ظفیر الدین اکیڈمی، جامعہ ربانی منورواشریف

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ادھر کچھ عرصہ سے عوام میں ایک مسئلہ دلچسپی کا موضوع بنا ہوا ہے، اور اہل ذوق کی طرف سے اس ضمن میں سوالات بھی آتے رہتے ہیں، مسئلہ یہ ہے کہ گھڑی کس ہاتھ میں باندھی جائے؟ دائیں ہاتھ میں یا بائیں ہاتھ میں؟ بہتر اور سنت سے قریب تر طریقہ کیا ہے؟......"

نئے مسائل کو حل کرنے کا طریقہ

اس ضمن میں سب سے پہلے یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ اسلامی تاریخ کی اب تک کی روایت یہ رہی ہے کہ جب بھی کوئی نئی صورت حال پیش آئی ہے اور امت کسی نئے مسئلے سے دوچار ہوئی ہے تو اس کو حل کرنے کے لئے بنیادی طور پر دو طریقے اختیار کئے گئے ہیں:

(۱) اول یہ کہ اس ضمن میں اسلام کی اصولی ہدایات کیا ہیں؟ (۲) دوسرے یہ کہ سلف کا تعامل کیا رہا ہے؟

اسلام کی چودہ سو (۱۴۰۰) سالہ تاریخ گواہ ہے کہ ہر دور کے علماء نے اپنے عہد کے مسائل کو اسی اصول پر حل کیا ہے، اور آج بھی جب کسی مسئلہ پر غور کیا جائے گا تو اسی روشنی میں غور کیا جائے گا۔

گھڑی کس ہاتھ میں باندھیں؟

ہاتھ میں گھڑی باندھنے کا رواج عہد نبوت میں نہیں تھا اور نہ قدیم عہد اسلامی میں اس کا وجود ملتا ہے، اس لئے ظاہر ہے کہ نہ قرآن وحدیث میں اس سلسلے میں صریح ہدایت مل سکتی ہے اور نہ ہمارے فقہاء کے یہاں اس ضمن میں کسی صراحت کی امید ہے،...... ہاتھ گھڑی خالص عہد جدید کی پیداوار ہے، پچھلے ادوار میں دھوپ گھڑی کا رواج تھا ،...... پھر بڑے ٹاوروں کی شکل میں گھنٹہ گھر بنائے گئے، جس کا نظام حکومت یا کسی امیر کبیر کے ہاتھ میں ہوتا تھا عام لوگوں کو اس کے انتظام سے کوئی سروکار نہیں ہوتا تھا، وہ صرف اس سے استفادہ کرتے تھے، پھر آہستہ آہستہ یہ عام لوگوں کے دسترس میں آئی تو دیوار گھڑی اور پھر ٹیبل گھڑی وجود میں آئی، مگر اس عہد تک اس کا استعمال انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی تھا، یعنی ایک پوری جماعت (چھوٹی یا بڑی) اس سے استفادہ کرتی تھی، لیکن اس کے بعد سائنس نے اور

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ترقی کی اور انفرادی استعمال کے لئے جیب گھڑی وجود میں آ گئی،......ان تمام ادوار میں یہ سوال کبھی منظر عام پر نہیں آیا کہ گھڑی دائیں دیوار پر لگائی جائے یا بائیں دیوار پر، گھڑی دائیں جیب میں رکھی جائے یا بائیں جیب میں؟ اس کا استعمال ہر شخص اپنی سہولت کے لحاظ سے کرتا تھا،......لیکن سائنس کی بے پناہ ترقی کے بعد جب ہاتھ گھڑی وجود میں آئی تو مدت ایجاد سے کافی عرصہ کے بعد یہ سوال ابھر کر سامنے آیا کہ گھڑی دائیں ہاتھ میں باندھی جائے یا بائیں ہاتھ میں؟......اس کے اسباب خواہ کچھ بھی ہوں لیکن بہرحال یہ سوال اپنی جگہ اہمیت رکھتا ہے کہ گھڑی کے استعمال کا افضل طریقہ کیا ہے؟

ایک رائے

اس تعلق سے ایک بالکل ابتدائی رائے جو کسی بھی عام مسلمان کے ذہن میں پہلی بار آتی ہے یہ ہے کہ دایاں ہاتھ میں باندھنا چاہئے، اس لئے کہ دایاں کو بائیں پر فضیلت حاصل ہے،......دراصل اس فکر کی بنیاد وہ روایات ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ کا پسندیدہ معمول دایاں سے شروع کرنا بتایا گیا ہے، یہ روایات بہت سی کتب حدیث میں موجود ہیں، مثلاً:

حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں کہ:

كان النبى ﷺ يعجبه التيمن فى تنعله وترجله وطهوره وفى شانه كله ،

(صحیح البخاری ج ۱ ص ۷۴ حدیث نمبر ۱۶۶، ط دار ابن کثیر الیمامۃ بیروت ۱۹۸۷ء وغیرہ)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ اپنے نعل مبارک اور کنگھا کے استعمال اور طہارت وغیرہ بلکہ ہر معاملے میں دایاں کو پسند فرماتے تھے۔

اصل ضابطہ

مگر میرے نزدیک یہ خیال ہر معاملے کے لئے درست نہیں ہے، اور نہ اس کو پوری زندگی کے لئے دائمی قانون کا رنگ دیا جا سکتا ہے:

☆ اس لئے کہ قانون اسلامی میں کہیں بھی اس کو قاعدۂ کلیہ کے طور پر پیش نہیں کیا گیا ہے، بلکہ کئی چیزیں اس کے برعکس موجود ہیں، جن میں دایاں کے بجائے بائیں سے شروع کرنے کو ترجیح دی گئی ہے، اور کئی ایسی چیزیں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بھی آپ کونظر آئیں گی جن میں دایاں اور بایاں میں سے کسی کو بھی ترجیح حاصل نہیں ہے،.......

علامہ ابن الحاجؒ المالکی نے مذکورہ حدیث میں تین چیزوں کے ذکر کو علامتی قرار دیا ہے،ان کے بقول انسان کے جائز اعمال یا تو واجب ہونگے یا مستحب یا مباح،حدیث میں طہور سے جنس واجبات کی طرف،ترجل سے جنس مندوبات کی طرف اور تنعل سے جنس مباحات کی طرف اشارہ ہے،یعنی واجبات، مستحبات اور مباحات تمام میں دائیں سے ابتدا کرنا پسندیدۂ نبوی ہے(المدخل لابن الحاجؒ (م ۷۳۷ھ) ج۲ص۲۸۰)

فقہاء ومحدثین نے اس سلسلے کی تمام روایات وآثار کو سامنے رکھ کر ایک عمومی ضابطہ مقرر کیا ہے،اور اس ضمن میں کچھ اعمال وافعال کی نشاندہی بھی کی ہے،اس کی مختصر تفصیل یہ ہے :

(۱)

ایسے اعمال جن میں دائیں بائیں کی تخصیص نہیں

(۱) ایسے اعمال جن کو دائیں اور بائیں دونوں جانب بیک وقت انجام دیا جانا ممکن ہو،ان میں کسی جانب کو ترجیح حاصل نہ ہوگی، بلکہ دونوں کو عمل میں یکساں طور پر شامل کیا جائے گا،مثلاً وضو میں دونوں ہتھیلیاں اور دونوں رخسار ساتھ دھلے جائیں گے،،سر کا اور دونوں کانوں کا مسح ساتھ کیا جائے گا،وغیرہ(عمدۃ القاری شرح البخاریؒ للعینیؒ ج۴ص۴۷۲)

(۲)

دائیں سے شروع ہونے والے اعمال

(۲)ایسے اعمال جن میں درج ذیل شرائط پوری ہوتی ہوں ان کو دائیں جانب سے شروع کیا جائے گا:

☆دائیں اور بائیں کو بیک وقت کرنا ممکن نہ ہو،

☆عمل قابل تکریم ہو یعنی اس سے فضیلت وشرف کا اظہار ہوتا ہو،

☆یا وہ عبادات کے قبیل سے ہو اور بذات خود مطلوب ہو،یعنی زندگی یا دین کی دائمی ضروریات میں شامل ہو......

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اس کی مثال میں بعض ان اعمال کی نشاندہی کی جاتی جن کا تذکرہ حدیث یا فقہ اسلامی کی کتابوں میں صراحت کے ساتھ آیا ہے:

مسجد یا گھر میں داخل ہونا

صحابی رسول حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ :

من السنة إذا دخلت المسجد أن تبدأ برجلک الیمنیٰ وإذاخرجت أن تبدأ برجلک الیسریٰ (اخرجہُ الحاکم ج ا ص ۲۱۸ ط دائرۃ المعارف العثمانیۃ)

ترجمہ: سنت طریقہ یہ ہے کہ جب مسجد میں داخل ہوں تو دائیں پاؤں سے شروع کریں اور جب نکلیں تو بائیں پاؤں سے شروع کریں۔

جوتا چپل پہننا

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إذا انتعل احدکم فلیبدأ بالیمین وإذا نزع فلیبدأ بالشمال (صحیح بخاری مع الفتح ج ۱۰ ص ۳۱۱ ط السلفیۃ، صحیح مسلم ج ۳ ص ۱۶۶۰ ط الحلبی)

ترجمہ: کوئی جوتا پہنے تو دائیں سے شروع کرے اور اتارے تو بائیں سے شروع کرے۔

کنگھا استعمال کرنا......حضرت عائشہ والی روایت میں کنگھا کا صاف ذکر ہے۔

وضو میں ہاتھ پاؤں دھونا

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إذا لبستم وإذا توضأتم فابدؤا بمیامنکم (ابوداؤد ج ۴ ص ۳۷۹ ط عزت عبید دعاس، نوویؒ نے ریاض الصالحین میں اس کو صحیح قرار دیا ہے (ص ۳۳۷ ط الرسالۃ)

ترجمہ: جب تم کپڑے پہنو اور وضو کرو تو دائیں سے شروع کرو۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اعضاء تیمّم پر مسح کرنا

حضرت انسؓ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے پہلے دایاں طرف کے اعضاء پر مسح فرمایا الحدیث۔
(سنن ابی داؤد باب التیمم ج ۱ ص ۱۲۶ حدیث نمبر ۳۲۱ ط دار الکتاب العربی بیروت)

نماز کی صفوں میں شامل ہونا،

حضرت براء بن عازبؓ بیان فرماتے ہیں کہ:

كنا إذاصلينا خلف رسول الله ﷺ أحببنا أن نكون عن يمينهٖ يقبل علينا بوجههٖ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۹۲ ط الحلبی)

ترجمہ: جب ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو ہم چاہتے تھے کہ آپ کی دائیں طرف کھڑے ہوں۔

کھانا پینا

حضرت حفصہؓ بیان فرماتی ہیں:

أن رسول الله ﷺ كان يجعل يمينهٗ لطعامهٖ وشرابهٖ وثيابهٖ ويجعل شمالهٗ لما سوىٰ ذلك (ابوداؤد ج ۱ ص ۳۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ اپنا دایاں ہاتھ کھانے، پینے اور کپڑوں کے لئے استعمال فرماتے تھے، اور بایاں ہاتھ ان کے علاوہ دیگر کاموں کے لئے۔

کپڑے پہننا

حضرت ابو ہریرۃؓ سے مروی ہے کہ:

كان النبی ﷺ إذالبس قميصاً بدأ بميامنهٖ (ترمذی ج ۴ ص ۲۳۹ ط الحلبی،)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ قمیص کو دائیں جانب سے پہنتے تھے،

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

خف یا موزہ کا استعمال بھی دائیں طرف سے ہونا چاہئے ،(بدائع الصنائع للکاسانی ؒ ج اص ۱۴۹،مغنی المحتاج ج اص ۶۷،المغنی لابن قدامہ ؒ ج اص ۲۹۸)

مسواک کا ذکر بھی احادیث میں آیا ہے،(سنن ابی داؤد ج ۴ص ۱۱۸ط دارالکتاب العربی بیروت)اس کو دایاں ہاتھ سے پکڑنا اورمنہ میں دائیں طرف سے شروع کرنا مسنون ہے،(مغنی المحتاج ج اص ۱۵۵،المغنی لابن قدامہ ؒ ج اص ۹۶)

ناخن کاٹنا

ہاتھوں اور پاؤں کے ناخن کاٹنے میں بھی دائیں سے آغاز کرنا مسنون ہے،(تحفۃ المحتاج بشرح المنہاج ج ۳ص ۴۷۶،مغنی المحتاج ج ۴ص ۲۹۶،المغنی لابن قدامہ ؒ ج ۱۰ص ۸۷)

سر مونڈانا

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کے موقعہ پر رمی اورنحر کے بعد حلاق کو طلب فرمایا اور پہلے دائیں اور پھر بائیں جانب حلق فرمایا اور پھر وہ بال لوگوں میں تقسیم کرنے کے لئے عنایت فرمایا (دیکھئے صحیح مسلم ج ۲ص ۹۴۷ط الحلبی)

نماز میں سلام پھیرنا

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ روایت فرماتے ہیں کہ:

أن النبی ﷺ کان یسلم عن یمینہٖ السلام علیکم ورحمۃ اللہ حتی یریٰ بیاض خدہٖ الایمن وعن یسارہٖ السلام علیکم ورحمۃ اللہ حتیٰ یریٰ بیاض خدہٖ الایسر (نسائی ج ۳ص ۶۴ط المکتبۃ التجاریۃ،التلخیص لابن حجر ؒ ج اص ۲۷۰ط شرکۃ الطباعۃ الفنیۃ المتحدۃ)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ دائیں طرف سلام پھیرتے تھے یہاں تک کہ آپ کا دائیں رخسار نظر آتا تھا پھر بائیں جانب سلام پھیرتے تھے یہاں تک کہ بائیں رخسار نظر آنے لگتا تھا۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اذان

☆مؤذن حیعلتین میں پہلے دائیں جانب التفات کرے گا پھر بائیں جانب، حضرت بلالؓ کا معمول یہی تھا (بدائع الصنائع ج۱ص۱۴۹)

☆نومولود بچہ کے کان میں جواذان دی جاتی ہے اس کا بھی یہی حکم ہے کہ دائیں کان سے پہلے دی جائے ،(تحفۃ المحتاج ج۹ص۳۷۶،مغنی المحتاج ج۴ص۲۹۶)

غسل میت

میت کو غسل دیتے وقت دائیں جانب سے آغاز کرنا مسنون ہے، حضرت ام عطیہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت زینبؓ کے انتقال کے موقعہ پر طریقۂ غسل کے تعلق سے ہدایات دیتے ہوئے فرمایا،

إبدأن بميامنها و مواضع الوضو منها (اخرجہٗ البخاری، فتح الباری ج۳ص۱۳۰ط السلفیۃ، صحیح مسلم ج۲ص۶۴۷ط الحلبی)

ترجمہ: دائیں جانب اور مقامات وضوء سے شروع کرو۔

مجلس میں کسی چیز کی تقسیم

مجلس میں کسی مشروب یا کھانے پینے کی چیز کی تقسیم میں بھی دائیں سے ابتدا کی جائے گی، اگر چیکہ بائیں جانب زیادہ اہل شرف لوگ موجود ہوں، حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں دودھ پیش کیا گیا آپ نے اسے تناول فرمایا، آپ کی دائیں طرف ایک اعرابی بیٹھے ہوئے تھے، اور بائیں طرف حضرت ابوبکرؓ تشریف فرماتھے حضرت عمرؓ نے دریافت فرمایا، یارسول اللہ! کیا ابوبکرؓ کی خدمت میں پیش کروں؟ لیکن دودھ اعرابی کو پیش کیا گیا اور آپ نے ارشاد فرمایا " الایمن فالایمن" دایاں تو دایاں ہے (فتح الباری مع البخاری ج۱۰ص۸۶ط السلفیۃ)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سونے کی حالت

سونے میں بھی دائیں کروٹ لیٹنا مستحب ہے،حضرت براء بن عازبؓ روایت کرتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ كان إذا آوى إلىٰ فراشهٖ نام علىٰ شقهٖ الايمن (بخاری مع الفتح ج ۱۱ص ۱۱۵ط السلفیۃ)

ترجمہ:رسول اللہ ﷺ جب بستر پر تشریف لے جاتے تو اپنی دائیں کروٹ آرام فرماتے تھے۔

☆**طواف** بھی خانہ کعبہ کے دائیں سے شروع کیا جائے گا،فقہاء نے اس کو واجبات میں شمار کیا ہے(الموسوعۃ الفقہیۃ ج۴۵ص۲۹۶)

☆اسی طرح مسجد میں بیٹھنا،☆سرمہ لگانا،☆مونچھ تراشنا،☆زیر بغل صاف کرنا،☆مصافحہ کرنا☆حجر اسود کو بوسہ دینا☆رمی جمار کرنا وغیرہ ان تمام اعمال کو دائیں طرف سے شروع کرنا افضل ہے(تفصیلات کے لئے دیکھئے:مغنی المحتاج ج۳ص۲۵۰،فتح الباری علی شرح صحیح البخاریؒ لاحمد بن حجر العسقلانیؒ ج۱ص۲۶۹،۲۷۰ط دارالمعرفۃ بیروت ۱۳۷۹ھ،حاشیۃ محمد بن عبدالہادی السندیؒ (۱۱۳۸ھ) ج۱ص۳۶۵،عمدۃ القاری شرح صحیح البخاریؒ لبدرالدین العینیؒ (م۸۵۵ھ) ج۴ص۲۷۳،۲۷۴)

(۳)

بائیں سے شروع ہونے والے اعمال

ایسے اعمال جو قابل تکریم نہ ہوں،جن میں ازالہ وترک کا مفہوم پایا جاتا ہو،ان میں بائیں جانب کو ترجیح حاصل ہوگی،مثلاً مسجد سے باہر نکلنا،بیت الخلا جانا،استنجا کرنا،ناک صاف کرنا،بدن سے کپڑے اتارنا،پاجامہ،جوتے ،اور خف نکالنا،وغیرہ،......ان میں سے اکثر باتوں کا تذکرہ احادیث اور کتب فقہ میں آیا ہے (مکمل ضابطہ اور اصولی بحث کے لئے دیکھئے:،حاشیۃ الالبانی علیٰ ابن ماجۃؒ ج۱ص۱۴۱ط دارالفکر بیروت،فتح الباری علی شرح صحیح البخاریؒ لاحمد بن حجر العسقلانیؒ ج۱ص۲۶۹،۲۷۰ط دارالمعرفۃ بیروت ۱۳۷۹ھ،حاشیۃ محمد بن عبدالہادی السندیؒ (۱۱۳۸ھ) ج۱ص ۳۶۵،عمدۃ القاری شرح صحیح البخاریؒ لبدرالدین العینیؒ (م۸۵۵ھ) ج۴ص۲۷۳،۲۷۴)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بذات خود غیر مطلوب اعمال

☆اسی ضمن میں وہ اعمال بھی آتے ہیں جو بذات خود مطلوب نہیں ہیں بلکہ کسی وقتی ضرورت یا عذر کی بنا پر ان کی اجازت دی گئی ہے، علامہ بدرالدین عینیؒ رقمطراز ہیں:

ومایستحب فیہ التیاسر لیس من الافعال المقصودۃ بل ھی إما تروک وإما غیر مقصودۃ (عمدۃ القاری ج۴ ص۲۷۴)

ترجمہ: جن اعمال کو بائیں سے شروع کرنا مستحب ہے وہ افعال بذات خود مقصود نہیں ہوتے، بلکہ یا تو وہ تروک کے قبیل سے ہیں یا بذات خود غیر مقصود ہیں۔

اس کی مثال میں انگوٹھی یا گھڑی وغیرہ کے استعمال کو پیش کیا جاسکتا ہے، اس لئے کہ فقہاء نے انگوٹھی کے بارے میں تصریح کی ہے کہ مردوں کے لئے اس کی اجازت ضرورت کی بنا پر دی گئی ہے، کیونکہ یہ دھات کا استعمال ہے، جو قباحت سے خالی نہیں، اسی لئے سلطان، قاضی اور صاحب ضرورت کے علاوہ دیگر اشخاص کے لئے اس کے استعمال کو مکروہ یا کم ازکم خلاف افضل قرار دیا گیا ہے، (دیکھئے: حاشیۃ ردالمحتار علی الدرالمختار لابن عابدینؒ ج۶ ص۳۶۱ ط دارالفکر بیروت ۲۰۰۰ء، مجمع الانہر فی شرح ملتقی الابحر لعبدالرحمٰن شیخی زادہؒ (م۱۰۷۸ھ) ص۱۹۷ ج۴ ط دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۸ء وغیرہ)

ظاہر ہے کہ گھڑی تو اس سے بھی فروتر چیز ہے اور عہد نبوت کے بہت بعد کی ایجاد ہے، انگوٹھی پر قیاس کر کے بوجہ ضرورت مردوں کے لئے اس کی اجازت دی گئی ہے۔

دائیں یا بائیں سے شروع ہونے والے اعمال کی حقیقت

☆دوسری بات یہ ہے کہ دائیں یا بائیں سے شروع ہونے والے اعمال کی جو بحث آتی ہے وہ مرکّب قسم کے اعمال میں آتی ہے، یعنی ایسے افعال جو دائیں اور بائیں دونوں جانب پر بالترتیب مکمل ہوں، اس بحث میں وہ اعمال داخل نہیں ہیں جن کو اصطلاح میں عمل بسیط کہا جاسکتا ہے، یعنی جس کی تکمیل کے لئے دونوں جانب کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ صرف ایک جانب پر مکمل ہوجاتا ہو، مثلاً ہاتھ میں انگوٹھی پہننا نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے، اور یہ آپ کے مستقل معمولات میں شامل تھا، لیکن بیک وقت دونوں ہاتھوں میں آپ انگوٹھیاں نہیں پہنتے تھے، بلکہ کسی ایک ہاتھ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

میں پہنتے تھے اور روایات سے ثابت ہے کہ زیادہ تر بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے......

اسی طرح اس بحث میں وہ اعمال بھی نہیں آتے جس کو ایک ساتھ دونوں جانب کیا جاسکتا ہو، مثلاً وضو میں دونوں رخسار ایک ساتھ دھونا، اسی طرح دونوں کانوں پر ایک ساتھ مسح کرنا ممکن ہے، ایسے اعمال میں دائیں یا بائیں کسی جانب کو ترجیح نہ ہوگی بلکہ دونوں کو ایک ساتھ کیا جائے گا، چنانچہ وضو کرتے وقت رسول اللہ ﷺ کا معمول یہی تھا کہ دونوں رخسار کو ایک ساتھ دھوتے تھے وغیرہ......اسی لئے شارحین حدیث نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ابتدا بالیمین کے مسئلے میں صرف ایسے اعمال داخل ہیں جن کو دائیں اور بائیں ایک ساتھ انجام دینا ممکن نہ ہو ،علامہ سندھیؒ رقمطراز ہیں:

یحب التیمن ای الابتداء بالیمین ای لم یعهد فیه المقارنة ویکون من باب التشریف

(حاشیۃ السندیؒ علیٰ سنن ابن ماجۃ ج ا ص ۳۶۵)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ دایاں سے آغاز کرنا پسند فرماتے تھے یعنی ایسے اعمال میں جن کو ایک ساتھ کرنا متعارف نہ ہو اور قابل تکریم ہوں۔

اسی لئے حضرت عائشہؓ والی روایت میں ''فی شانه کله'' کا جملہ اگر چیکہ بظاہر عام ہے، لیکن باتفاق محدثین اس کا مصداق عام نہیں ہے، بلکہ اس میں صرف وہ اعمال داخل ہیں، جن کا تذکرہ بحث نمبر۲ کے ضمن میں کیا گیا ۔

تیمن کا مفہوم

☆اسی لئے روایت عائشہ میں ''تیمن'' کا معنیٰ ''دائیں کو اختیار کرنا نہیں'' بلکہ ''دائیں سے شروع کرنا '' ہے، اصحاب لغت نے اس کی وضاحت کی ہے (دیکھئے الصحاح للجوہری، المصباح المنیر ،غریب القرآن للراغب الاصفہانی، لسان العرب لابن منظور مادہ یمن)

شارحین حدیث نے بھی اسی معنیٰ کو ترجیح دی ہے'' (دیکھئے، حاشیۃ الالبانی علیٰ ابن ماجۃؒ ج ا ص ۱۴۱ ط دارالفکر بیروت، فتح الباری علی شرح صحیح البخاری لاحمد بن حجر العسقلانیؒ ج ا ص ۲۶۹، ۲۷۰ ط دارالمعرفۃ بیروت ۱۳۷۹ھ ،حاشیۃ محمد بن عبدالہادی السندیؒ (۱۱۳۸ھ) ج ا ص ۳۶۵، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری لبدرالدین العینی (م

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۸۵۵ھ) ج ۴ ص ۲۷۳،۲۷۴)

ہاتھ میں انگوٹھی یا گھڑی پہننے کا مسئلہ

ہاتھ میں انگوٹھی یا گھڑی پہننے کا مسئلہ اس عام ضابطے میں داخل نہیں ہے جس کے تحت کوئی قابل تکریم عمل دائیں جانب سے شروع کیا جاتا ہے، اس لئے کہ یہ عمل بسیط ہے عمل مرکب نہیں، یعنی یہ عمل دائیں اور بائیں دونوں جانب نہیں کیا جاتا بلکہ کسی ایک جانب ہی پورا ہو جاتا ہے، اور دائیں یا بائیں سے شروع کرنے کی بحث وہاں آتی ہے جہاں عمل ایک جانب سے شروع ہو کر دوسری جانب ختم ہو،

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ انگوٹھی یا گھڑی کا استعمال بظاہر قابل تکریم عمل ہے، مگر بلاضرورت اس کے استعمال کو پسند نہیں کیا گیا ہے، اس لئے کہ یہ دونوں چیزیں عموماً دھات سے تیار ہوتی ہیں، اسی لئے فقہاء اسلام نے مردوں کے لئے بلاضرورت اس کے استعمال کو مکروہ یا کم ازکم خلاف افضل قرار دیا ہے، (عورتوں کا استثنا ہے) اس لئے عام قابل تکریم اعمال کے زمرہ میں اس کو نہیں ڈالا جا سکتا بلکہ اصول کے مطابق ناپسندیدہ ہونے کی بنا پر اس کا استعمال بائیں جانب ہی مناسب ہے، یہی وجہ ہے کہ زیادہ تر روایات کے مطابق نبی کریم ﷺ انگوٹھی بائیں ہاتھ میں استعمال فرماتے تھے،:

انگوٹھی کے تعلق سے روایات

☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں:

أن النبی ﷺ کان یتختم فی یسارہٖ وکان فصہٗ فی باطن کفہ

(سنن ابی داؤد ج ۴ ص ۱۴۶ حدیث نمبر ۴۲۲۹ ط دار الکتاب بیروت، السنن الکبریٰ للبیہقیؒ ج ۴ ص ۱۴۲ ط دائرۃ المعارف حیدرآباد طبع اول ۱۳۴۴ھ)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی جانب ہوتا تھا۔

☆ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی انگوٹھی بائیں ہاتھ میں ہوتی تھی (صحیح مسلم ج ۶ ص ۱۵۲ حدیث نمبر ۵۶۱۰ ط دار الجبل بیروت، السنن الکبریٰ للبیہقیؒ ج ۴ ص ۱۴۲ حدیث نمبر ۷۸۱۸ ط دائرۃ المعارف حیدرآباد ۱۳۴۴ھ، شعب الایمان للبیہقی ج ۸ ص ۳۶۹ حدیث نمبر ۵۹۵۳ ط مکتبۃ الرشد ریاض بتعاون الدار

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

السلفیۃ ممبئی طبع اول۲۰۰۳ء)

اس مضمون کی متعدد روایات کتب حدیث میں موجود ہیں، بعض روایات میں دائیں ہاتھ میں بھی انگوٹھی پہننے کا تذکرہ موجود ہے (دیکھئے سنن ترمذی ج۴ص ۲۲۸ حدیث نمبر۱۷۴۲ ط احیاء التراث العربی بیروت)

معمولات صحابہ وسلف صالحین

☆ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ تر صحابہ کرام کا معمول بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کا تھا، مثلاً:

☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ کے بارے میں معتبر طور پر ثابت ہے کہ وہ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے (البحر الرائق لابن نجیمؒ (م۹۷۰ھ) ج ۲۲ص ۱۲۷، حاشیۃ العدوی علیٰ کفایۃ الطالب الربانی لعلی الصعیدی العدوی المالکیؒ (م۱۱۸۹ھ) ج۸ص ۹۶ ط دارالفکر بیروت ۱۴۲۱ھ)

☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت حسن بن علیؓ اور حضرت حسینؓ بھی بائیں ہاتھ میں انگوٹھی استعمال کرتے تھے، (السنن الکبریٰ للبیہقیؒ ج۴ص ۱۴۲ ط دائرۃ المعارف حیدر آباد طبع اول ۱۳۴۴ھ، المعجم الکبیر للطبرانیؒ ج۳ص ۲۳، ۱۰۱ حدیث نمبر ۲۵۴۰، ۲۷۹۸ ط مکتبۃ العلوم والحکم موصل ۱۹۸۳ء)

☆ البتہ صحابۂ کرام میں صرف حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے (سنن ترمذی ج۴ص ۲۲۸)

☆ یونس بن اسحاقؒ کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت قیس بن ابی حازمؒ، حضرت عبدالرحمٰن بن اسودؒ، اور امام شعبیؒ جیسے متعدد اکابر کو دیکھا کہ ان کے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی ہوتی تھی، (حاشیۃ ردالمحتار لابن عابدینؒ ج۶ص ۳۶۱ ط دارالفکر للطباعۃ والنشر بیروت ۲۰۰۰ء)

☆ حضرت امام مالکؒ بھی بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے (حاشیۃ العدوی علیٰ کفایۃ الطالب الربانی ج۲ ص ۳۶۰)

علامہ علاء الدین کاسانیؒ (م۵۸۷ھ) اور دیگر کئی فقہاء کا مشاہدہ یہ ہے کہ عرف دونوں طرح کا رہا ہے، بعض لوگ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے ہیں اور بعض لوگ بائیں ہاتھ میں (بدائع الصنائع ج۱۳ص ۴۳۶ ط دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۶ء)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

انگوٹھی کے بارے میں فقہاء کا مسلک

جہاں تک فقہی روایات کا معاملہ ہے، تو جمہور فقہاء یعنی حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک مرد کے لئے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا افضل ہے، بلکہ بعض علماء احناف نے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی کے استعمال کو مکروہ کہا ہے، اور بعض نے اس کو اہل فساد کی علامت قرار دیا ہے...... لیکن حق بات یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک دائیں ہاتھ میں بھی انگوٹھی پہننا بلا کراہت جائز ہے، گو افضل یہ ہے کہ بائیں ہاتھ میں استعمال کیا جائے (دیکھئے: ردالمحتار علی الدر المختار ج ۶ ص ۳۶۱ ط دار الفکر بیروت ۲۰۰۰ء، تبیین الحقائق للزیلعیؒ ج ۱۶ ص ۳۵۱، البحر الرائق لابن نجیمؒ (م ۹۷۰ھ) ج ۲۲ ص ۱۲۷، المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی لبرہان الدین مازہؒ ج ۵ ص ۲۰۱ ط دار احیاء التراث بیروت، درر الحکام شرح غرر الاحکام لملاخسروؒ (م ۸۸۵ھ) ج ۳ ص ۴۷۱، مجمع الانہر فی شرح ملتقی الابحر لشیخی زادہؒ (م ۱۰۷۸ھ) ج ۴ ص ۱۹۷ ط دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۸ء وغیرہ)

☆ مالکیہ کے نزدیک نہ صرف یہ کہ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا افضل ہے بلکہ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا ان کے نزدیک مکروہ ہے،

’’قاضی ابوبکر ابن العربیؒ نے مؤطا کی شرح القبس میں لکھا ہے کہ اگرچہ رسول اللہ ﷺ سے دونوں ہاتھوں میں انگوٹھی پہننا ثابت ہے لیکن اکثر روایات اس طرف ہیں کہ آپ ﷺ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے، اس لئے آپ ﷺ کی اتباع میں بائیں ہاتھ میں پہننا مسنون ہے،...... دوسری وجہ یہ ہے کہ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی کے استعمال سے عجب کم پیدا ہوتا ہے،...... نیز دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کی صورت میں دیگر امور میں دشواری پیش آ سکتی ہے، ((حاشیۃ العدوی علیٰ کفایۃ الطالب الربانی لعلی الصعیدی العدوی المالکیؒ (م ۱۱۸۹ھ) ج ۲ ص ۵۸۸ ط دار الفکر بیروت ۱۴۲۱ھ، الفواکہ الدوانی علیٰ رسالۃ ابن ابی زید القیروانی ؒ (م ۱۱۲۶ھ) ج ۱ ص ۹۶ ط مکتبۃ الثقافۃ الدینیۃ، البیان والتحصیل لابن رشد القرطبیؒ (م ۴۵۰ھ) ج ۱ ص ۳۱۳ ط دار الغرب الاسلامی بیروت ۱۹۸۸ء، شرح مختصر الخلیل للخرشیؒ (م ۱۱۰۱ھ) ج ۱ ص ۴۵۶)

☆ حنابلہ بھی پوری طرح حنفیہ کے ہم خیال ہیں، امام احمد بن حنبلؒ کے بقول انہوں نے دائیں ہاتھ والی روایات حدیث کو اس لئے چھوڑ دیا کہ وہ کمزور یا منسوخ ہیں (دیکھئے الانصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف علی مذہب

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

الامام احمد بن حنبلؒ لعلاء الدین المرداوی الدمشقی (م ۸۸۵ھ) ج ۳ ص ۱۰۳ طبع اول ۱۴۱۹ھ دار احیاء التراث بیروت ،کشاف القناع ج ۲ ص ۲۳۶، مطالب اولی النہیٰ ج ۲ ص ۹۲)

البتہ اکثر فقہاء شافعیہ کے نزدیک دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کی فضیلت زیادہ ہے، اگرچہ بائیں ہاتھ میں بھی پہننا جائز ہے، لیکن دائیں ہاتھ کی عمومی شرافت کا تقاضا یہ ہے کہ اس کو یہ خصوصیت حاصل ہو، جبکہ بعض شافعیہ کی رائے یہ بھی ہے کہ بائیں ہاتھ میں ہی انگوٹھی پہننا افضل ہے، ان حضرات کے پیش نظر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ وہ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے (دیکھئے: المجموع شرح المہذب ج ۴ ص ۴۶۲، ۴۶۳، الاقناع ج ۱ ص ۲۲۱ للخطیب الشربینیؒ (م ۹۷۷ھ) ط دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ، حواشی الشروانیؒ والعبادیؒ ج ۳ ص ۲۷۶، روضۃ الطالبین وعمدۃ المفتین للنوویؒ (م ۶۷۶ھ) ج ۲ ص ۶۹ ط المکتب الاسلامی ۱۴۰۵ھ، مغنی المحتاج للشربینیؒ ج ۱ ص ۳۰۹ ط دار الفکر بیروت، نہایۃ المحتاج للرملیؒ (م ۱۰۰۴ھ) ج ۳ ص ۹۲ ط دار الفکر بیروت ۱۹۸۴ء، الحاوی للفتاویٰ للسیوطیؒ ج ۱ ص ۲۷۵ ط دار الکتب العلمیۃ ۲۰۰۰ء، اسنی المطالب للانصاریؒ ج ۱ ص ۲۷۸ ط دار الکتب العلمیۃ ۲۰۰۰ء، حاشیۃ اعانۃ الطالبین للدمیاطیؒ (م بعد ۱۳۰۲ھ) ج ۲ ص ۱۵۶ ط دار الفکر بیروت، وغیرہ)

انگوٹھی اور گھڑی کا حکم ایک ہے

یہ تصریحات گو انگوٹھی کے بارے میں ہیں لیکن گھڑی کا حکم بھی اس سے مختلف نہیں ہے، اس لئے کہ اپنی ساخت اور معنویت کے لحاظ سے دونوں میں بڑی یکسانیت ہے، دونوں کی ساخت ایسی دھات سے ہوتی ہے جس کا استعمال عام حالات میں بلا ضرورت مردوں کے لئے پسندیدہ نہیں ہے، بعض علماء عرب نے اس کی صراحت کی ہے اور انہوں نے اپنے مسلک حنبلی کے مطابق گھڑی بھی بائیں ہاتھ میں استعمال کرنے کو افضل قرار دیا ہے،

شیخ محمد بن صالح بن محمد العثیمینؒ (م ۱۴۲۱ھ) ماضی قریب کے اکابر علماء عرب میں گذرے ہیں، تحریر کرتے ہیں:

هل يسن الخاتم فى اليسار او اليمين ؟الجواب : قال الامام احمدؒ اليسار افضل لثبوتهٖ وضعف الاحاديث الواردة عن الرسول ﷺ أنهٗ كان يتختم باليمين ......ويوخذ من هٰذهٖ المسئلة أن وضع الساعة فى اليد اليمنىٰ ليس افضل من وضعها فى اليد اليسرىٰ ،لان الساعة اشبه

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ماتکون بالخاتم ......(الشرح الممتع علیٰ زاد المستقنع لمحمد بن صالح العثیمینؒ ج ٦ ص ١١٠ ط دار ابن الجوزی طبع اول ١٤٢٢-١٤٢٨ھ)

ترجمہ: سوال: انگوٹھی بائیں ہاتھ میں مسنون ہے یا دائیں میں؟......الجواب: امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ بائیں میں افضل ہے، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ سے اس کا ثبوت موجود ہے، اور دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے والی روایات کمزور ہیں......اور اسی سے گھڑی کا مسئلہ بھی نکلتا ہے کہ دائیں کے بجائے بائیں ہاتھ میں پہننا افضل ہے، اس لئے کہ گھڑی انگوٹھی سے بڑی مماثلت رکھتی ہے۔

شیخ عثیمینؒ نے عقل وفکر کے اعتبار سے بھی اس پر روشنی ڈالی ہے، وہ کہتے ہیں کہ بائیں ہاتھ میں گھڑی کے استعمال میں زیادہ راحت وآسانی ہے، ......گھڑی دیکھنا آسان ہوتا ہے، ......اسی طرح دائیں ہاتھ میں گھڑی کے خراب ہونے کا اندیشہ زیادہ ہے اس لئے کہ دائیں ہاتھ اکثر اوقات حرکت میں رہتا ہے (حوالہ بالا)

معانقہ کا مسئلہ

معانقہ دائیں طرف کرنا مسنون ہے یا بائیں طرف؟......احادیث پاک، آثار صحابہ اور سلف صالحین کی تعلیمات میں کہیں اس کی طرف اشارہ موجود نہیں ہے،

دراصل عہد نبوت میں معانقہ کا عام رواج نہیں تھا، خاص موقعوں پر ہی کوئی کسی سے معانقہ کیا کرتا تھا، عام طور پر سفر سے واپسی پر یا طویل وقفہ کے بعد ملاقات پر معانقہ کیا جاتا تھا، خود نبی کریم ﷺ سے بھی صرف چند بار ہی معانقہ کا ثبوت ملتا ہے، مثلاً:

☆ ایک روایت حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ہے بیان فرماتی ہیں:

قدم زید بن حارثة المدینة ورسول الله ﷺ فی بیتی فأتاہ فقرع الباب فقام إلیه رسول الله ﷺ عریاناً یجر ثوبهٗ والله مارأیتهٗ عریاناً قبلهٗ ولا بعدهٗ فاعتنقهٗ وقبلهٗ (سنن ترمذیؒ مع الالبانی ج ٦ ص ٧٦ ط دار احیاء التراث العربی بیروت)

ترجمہ: زید بن حارثہؓ مدینہ واپس ہوئے اس وقت رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں تشریف فرما تھے، انہوں نے آکر دروازہ پر دستک دی تو رسول اللہ ﷺ ان کے لئے اپنے کپڑے کھینچتے ہوئے ننگے ہی اٹھ کھڑے ہوئے، (یعنی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کاندھے اور پیٹھ پر کپڑے نہیں تھے) میں نے اس طرح برہنہ حالت میں باہر نکلتے ہوئے آپ ﷺ کو نہ اس سے قبل دیکھا اور نہ اس کے بعد دیکھا، آپ ﷺ نے ان سے معانقہ فرمایا اور بوسہ دیا۔

امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن غریب قرار دیا ہے،

☆ دوسری روایت حضرت ابوذر غفاریؓ سے ہے، وہ فرماتے ہیں کہ:

مالقیتہٗ قط إلا صافحنی وبعث إلیَّ ذات یوم ولم اکن فی اھلی فلماجئت اخبرت أنہٗ أرسل إلیَّ فأتیتہٗ وھو علیٰ سریرہٖ فالتزمنی فکانت تلک اجود واجود (سنن ابی داؤد ج۴ ص۵۲۲ ط دارالکتاب العربی بیروت)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ ہر ملاقات پر مجھے مصافحہ کا شرف عنایت فرماتے تھے، ایک بار آپ نے مجھے بلا بھیجا لیکن میں اپنے گھر میں موجود نہیں تھا، گھر واپس آیا تو خبر ملی ، میں دوڑا ہوا خدمت عالیہ میں حاضر ہوا، آپ سریر آراء نعمت تھے، آپ نے مجھے سینے سے لگالیا، پس اس سے اچھی کیا بات ہوتی۔

☆ تیسری روایت حضرت عبداللہ بن جعفر کی ہے وہ اپنے والد حضرت جعفرؓ کے حوالہ سے بیان فرماتے ہیں کہ:

لما قدمنا علی النبی ﷺ من عند النجاشی تلقانی فاعتنقنی (شرح معانی الآثار للطحاویؒ ج۴ ص۲۸۱ ط دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۳۹۹ھ)

ترجمہ: جب ہم لوگ نجاشی کے پاس سے نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے مجھ سے ملاقات کی اور معانقہ فرمایا،

☆ حضرت ابوہریرۃؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بن علی سے رسول اللہ ﷺ نے معانقہ فرمایا

(شرح السنۃ للامام البغویؒ ج۱۲ ص۲۹۰ ط المکتب الاسلامی دمشق بیروت ۱۹۸۳ء)

ان روایات سے معانقہ کا ثبوت ملتا ہے، جبکہ اس کے برعکس حضرت انسؓ کی ایک روایت میں معانقہ سے منع کیا گیا ہے:

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ:

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

قلنا یارسول الله ﷺ !أینحنی بعضنا لبعض قال لا قلنا أیعانق بعضنا بعضاً قال لا ولکن تصا فحوا (ابن ماجۃ مع حاشیۃ السندیؒ (م ۱۱۳۸ھ) ج ۷ ص ۱۰۷)

ترجمہ: ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا کوئی کسی کے لئے بوقت ملاقات جھک سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، ہم نے پوچھا، کیا ہم ایک دوسرے سے معانقہ کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، البتہ مصافحہ کرو۔

علامہ سندھیؒ نے اس پر حاشیہ لگایا ہے کہ معانقہ کی ممانعت مطلق نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ معانقہ کبھی کبھی خاص مواقع پر اظہار مسرت یا اظہار خصوصیت کے لئے کیا جاتا ہے، ہمیشہ نہیں، (حوالہ بالا)

امام ابو منصور ماتریدیؒ نے یہ تاویل کی ہے کہ جو معانقہ سفلی جذبات کے تحت کیا جائے وہ ممنوع ہے اور جو بطور عزت و کرامت اور پاکیزہ جذبات کے ساتھ ہو، وہ درست ہے (تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق للزیلعیؒ ج ۶ ص ۲۵ ط دار الکتب الاسلامی بیروت ۱۳۱۳ھ)

بعض صحابہ اور تابعین سے بھی معانقہ ثابت ہے مگر عموماً یہ معانقہ کسی سفر سے واپسی پر یا خاص موقعہ پر ہوتا تھا ،امام شعبیؒ بیان فرماتے ہیں کہ صحابہؓ کرام باہم ملاقات پر صرف مصافحہ کرتے تھے، البتہ سفر سے واپسی پر ملاقات ہوتی تو معانقہ کرتے تھے ((شرح معانی الآثار للطحاویؒ ج ۴ ص ۲۸۱ ط دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۳۹۹ھ)

بعض حضرات کے ناموں کی بھی صراحت ملتی ہے مثلاً:

☆ حضرت عمر بن الخطابؓ نے حضرت حذیفہ بن الیمانؓ سے معانقہ کیا (مصنف ابن ابی شیبۃؒ ج ۶ ص ۱۳۹)

☆ حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے شام کا سفر کیا اور وہاں حضرت عبد اللہ بن انیسؓ سے ملاقات ہوئی تو دونوں نے ایک دوسرے سے معانقہ کیا (الادب المفرد للبخاریؒ ج ۱ ص ۳۳۷ ط دار البشائر الاسلامیۃ بیروت ۱۹۸۹ء)

☆ حضرت سلمان فارسیؓ (غالباً کسی سفر سے) تشریف لائے اور مسجد میں داخل ہوئے، حضرت ابو الدرداءؓ نے دیکھا تو اٹھ کر معانقہ کیا (شرح السنۃ للامام البغویؒ ج ۱۲ ص ۲۹۰ ط المکتب الاسلامی دمشق بیروت ۱۹۸۳ء)

☆ حضرت عمرو بن میمونؒ اور اسود بن یزیدؒ کی ملاقات ہوئی تو دونوں نے ایک دوسرے سے معانقہ کیا۔

☆ ابو مجلزؒ اور خالد الاشجؒ نے بوقت ملاقات ایک دوسرے سے معانقہ کیا۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

☆حضرت صلۃ بن اشیمؒ کے اصحاب جب آپس میں ملتے تو ایک دوسرے سے معانقہ کرتے تھے وغیرہ ۔(مصنف ابن ابی شیبۃؒ ج۶ص ۱۳۹)

یہ معانقہ کے قلیل الوقوع ہونے کی علامت ہے کہ جب کوئی ممتاز شخص کسی سے معانقہ کرتا تو اس کو محسوس کیا جاتا تھا،......

اسی لئے امام مالکؒ جیسے عظیم شخص کو مرکز علم وایمان میں رہتے ہوئے یہ معلوم نہ ہوسکا کہ یہ حکم عام ہے، اور نہ حضرت جعفرؓ کے علاوہ کسی سے حضورﷺ کے معانقہ کی ان کو خبر ہوسکی، اسی لئے ایک ملاقات پر جب حضرت سفیان بن عیینہؒ نے ان سے معانقہ کرنا چاہا تو انہوں نے صاف معذرت کردی اور اس کو بدعت قرار دیا، حضرت سفیانؒ نے حضرت جعفرؓ والے واقعہ کا حوالہ دیا تو اس کو امام مالکؒ نے ان کی خصوصیت قرار دیا، ابن عیینہؒ نے اس کے جواب میں کہا کہ خصوصیت کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے اور کسی بھی حکم میں اصل یہ ہے کہ وہ عام ہو خاص نہ ہو، اس پر امام مالکؒ خاموش ہوگئے (عمدۃ القاری شرح البخاری للعینیؒ ج۱۷ص ۴۱۷، شرح صحیح البخاری لابن بطال القرطبیؒ ج۹ص ۴۹ ط مکتبۃ الرشد الریاض ۲۰۰۳ء)

خود حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ اور حضرت امام محمدؒ کو اس باب میں کافی تذبذب تھا، انہوں نے اس کو مکروہ قرار دیا، گو اس معاملہ میں مفتیٰ بہ قول حضرت امام ابویوسفؒ کا ہے، ان کے نزدیک معانقہ کی اجازت ہے، (شرح معانی الآثار للطحاویؒ ج۴ص ۲۸۱ ط دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۳۹۹ھ، بدائع الصنائع للکاسانیؒ ج۱۱ص ۳۶۲ ط دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۹۸۶ء، تبیین الحقائق للزیلعیؒ ج۶ص ۲۵ ط دارالکتب الاسلامی قاہرہ ۱۳۱۳ھ)

معانقہ کا طریقہ

ان تفصیلات سے ظاہر ہوتا ہے کہ معانقہ دراصل کسی سے اپنی بے پناہ محبت اور شدت جذبات کے اظہار کا ایک وسیلہ ہے، جو زیادہ سے زیادہ جواز کی حد تک جاسکتا ہے، مگر اس کے لئے وہ فضائل ومناقب نہیں ہیں جو مصافحہ کے لئے وارد ہوئے ہیں، اور اسی لئے معانقہ کے تعلق سے ہمیں وہ تفصیلات دستیاب نہیں ہیں جو مصافحہ کے تعلق سے موجود ہیں، مصافحہ کا طریقہ اور کیفیت بھی کتابوں میں موجود ہے، اس لئے کہ اس کی فضیلت بھی ہے اور ضرورت بھی (دیکھئے ردالمحتار لابن عابدینؒ ج۶ص ۳۸۲ ط دارالفکر بیروت ۲۰۰۰ء)......لیکن معانقہ کے سلسلے میں حدیث وفقہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اوراخلاقیات کی ساری کتابیں خاموش ہیں،......اس لئے معانقہ کا طریقہ کیا ہوگا؟ معانقہ ایک بار کافی ہے یا تین بار ؟ وغیرہ اس طرح کے تمام سوالات کا جواب دینے سے عہد جدید کے اکثر محقق علماء نے اپنی بے بسی کا اظہار کیا ہے اوران کو عرف وعادت اورصوابدید کے حوالہ کردیا ہے،اس لئے کہ شریعت میں جس عمل کے لئے کوئی مخصوص ہیئت موجودنہیں ہے،اس کوظن وتخمین کے ذریعہ کسی خاص شکل کا پابندنہیں کیا جاسکتا،

علماءعرب کی ایک جماعت نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ شروحات حدیث اورلغت کی کسی کتاب میں معانقہ کا طریقہ ہمیں نہیں ملا،اگرکسی صاحب کومعلوم ہوتو براہ کرم ہماری رہنمائی کریں (الدررالسنیۃ ومسائل نجدیۃ لمجموعۃ من علماءنجدالاعلام ج۸ص۲۳۱)

فتاویٰ الشبکۃ الاسلامیۃ میں ہے کہ معانقہ میں کسی عدد کی صراحت نہیں ہے،اس لئے حدود کی رعایت کرتے ہوئے ایک باربھی کرسکتے ہیں اورایک سے زائد باربھی (ج۹ص۱۰۰۸)

مکہ مکرمہ کے محکمۂ قضا کے قاضی ہانی بن عبداللہ الجبیر نے ایک سوال کے جواب میں لکھا کہ ہمیں نہیں معلوم کہ عہدنبوی میں معانقہ کس طرح کیا جاتا تھا؟ یہ اعمال تعبدیہ میں سے نہیں ہے،اس لئے عرف اوراحوال زمانہ کے مطابق اس کی مختلف شکلیں ہوسکتی ہیں (فتاویٰ واستشارات موقع الاسلام الیوم ج۱۳ص۱۰۷)

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے معانقہ تو ثابت ہے لیکن اس کا طریقہ نہیں،اس لئے جس عرف میں جوطریقہ رائج ہواس کوسند جواز دی جائے گی،رہا یہ کہ بہتر طریقہ کیا محسوس ہوتا ہے؟ تو یہ احساس بھی ذوق ومزاج اورزمان ومکان کے فرق سے مختلف ہوسکتا ہے،

☆ کچھ لوگ کہہ سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کواکثر اعمال میں دائیں سے آغاز کرنا پسند تھا،اس لئے معانقہ دائیں جانب ہونا چاہئے،

☆ لیکن کچھ لوگ اس کے مقابلے میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ کوئی دائمی اصول نہیں ہے......علاوہ ازیں دائیں سے ابتداعموماً ایسےاعمال میں پسندیدہ مانی گئی ہے جو باعث فضیلت ہو،جبکہ معانقہ صرف درجۂ جواز کی چیز ہے درجۂ فضیلت کی نہیں، بلکہ بعض فقہاءاس کی کراہت کے بھی قائل ہیں،اس کا تقاضا ہے کہ اس کو بائیں جانب انجام دیا جائے،

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

میرا اپنا احساس اس ضمن میں اپنے مطالعات اور اکابر کے مشاہدات کی روشنی میں یہ ہے کہ معانقہ کو بائیں طرف سے کرنا زیادہ قرین قیاس اور معانقہ کی روح ومزاج سے قریب تر ہے، اس لئے کہ گذشتہ صفحات میں عرض کیا جا چکا ہے کہ ملاقات کی ابتدا اسلام سے اور اس کی تکمیل مصافحہ سے ہوتی ہے، اس سے آگے کوئی مرحلہ باقی نہیں ہے ،......البتہ کسی انتہائی محبوب شخصیت کو رخصت کرتے وقت، یا سفر سے واپسی یا لمبے عرصہ کی ملاقات پر دل میں جو محبت کے جذبات امنڈ پڑتے ہیں معانقہ ان کی تسکین کا بڑا ذریعہ بنتا ہے، اس کا تقاضا ہے کہ معانقہ اس طرح انجام دیا جائے کہ قلب قلب سے مل جائے ،......اور یہ اسی وقت ممکن ہوگا جب معانقہ بائیں طرف کیا جائے ،...... یہ طریقہ میرے نزدیک معانقہ کی روح اور مقاصد ملاقات کے زیادہ قریب ہے، واللہ اعلم بالصواب

اختر امام عادل قاسمی

جامعہ ربانی منوروا شریف، ضلع سمستی پور بہار

۷/ رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com